OPEN ACCESS
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

Al-Āfāq Islamic Research Journal
http://alaafaqjournal.com/index.php/alaafaq/index
Vol. 04, Issue: 01, June-2024, PP: 25-47

آبی تلوث کے علل واسباب: آلودہ پانی کی تحلیل وتطہیر کے شرعی احکامات کا جائزہ

The Drivers and Causes of Water Contamination: An Applied Review of Shariah Orders on Dissolution and Purification of Polluted Water

***Dr. Sadia Jawaid**
Lecturer Islamiat, Government Islamia Graduate College,
Cooper Road, Lahore, Pakistan.
sadia.javaid241@gmail.com
****Romaisa Maryam**
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
romaisa.maryam@gmail.com

Abstract:
Water is vital for life, but its quality and accessibility are threatened by contamination. This article examines the causes of water pollution, including industrial discharge, agricultural residue, and improper waste disposal, which introduce harmful substances into water sources, posing health risks. The study uses a qualitative approach, analyzing religious scriptures and scholarly interpretations to explore Shariah principles related to water purification. Shariah, the Islamic legal system, emphasizes environmental protection and resource conservation. The research highlights Shariah decrees against wasteful activities and the importance of hygiene. It also discusses religious methods for purifying contaminated water, such as natural filtration and prayer. By integrating Islamic values with modern practices, the article proposes a comprehensive framework for addressing water contamination. This approach aligns with ethical and spiritual values, encouraging community involvement and sustainable practices to protect water resources for future generations.

Keywords: *Water, Pakistan, Water Management & Policies, Water and Power Development Authority(WAPDA), Indus River System Authority (IRSA).*

پانی قدرت کا وہ انعام ہے جو نہ صرف فقط انسانوں کے لیے مخصوص ہے بلکہ نباتات، جمادات اور حیوانات کی بقا کے لیے بھی پانی ایک لازمی چیز ہے۔ پانی کے بغیر دنیا کی خوبصورتی اور رنگینی کا تصور کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انسانی وجود کا۔ تاہم غلط استعمال کی وجہ سے پانی کی قلت کے خطرات منڈلا رہے ہیں۔ پانی پر ناجائز قبضے بھی ہو رہے ہیں۔ پانی کا مسئلہ جہاں ہندوپاک کے درمیان ایک اہم موضوع ہے، وہیں دریائے نیل کی وجہ سے ترکی، مصر اور دیگر ممالک کے درمیان ایک عجیب وغریب صورتحال پیدا ہوگئی ہے۔ زمانہ شناس لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ پانی کے معاملات پر ہی تیسری عالمی جنگ برپا ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ زمین سے پانی کی سطح دور ہونے سے متعدد خدشات پیدا ہو رہے ہیں۔ الغرض پانی کی قلت انسانی سماج کے لیے تشویشناک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 22 مارچ 1993 سے ''عالمی یوم آب'' منایا جاتا ہے جس میں پانی کے فوائد، اس کی قلت، میٹھے پانی کے حصول اور اس کے تحفظ پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔ لفظ پانی دراصل سنسکرت سے ماخوذ ہے۔ انگریزی میں 'واٹر'، فارسی میں 'آب' اور عربی میں 'ماء' کہا جاتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق زمین کا 70.9 حصہ پانی سے گھرا ہوا ہے۔ ارسطو نے اس کائنات کو آگ، ہوا، مٹی اور پانی کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کائنات کی تشکیل میں پانی کا اہم حصہ ہے۔ پانی تمام کائنات کی اہم ترین ضروریات میں شمار کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وجعلنا من الما ء کل شی حی

"ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا"[1]

یہ آیت مبارکہ سطح زمین پر زندگی کے تمام مظاہر میں زندگی کی روح پھونکنے میں پانی کی اہمیت سے آگاہ کرتی ہے۔اسی وجہ سے پانیوں کے وجود، ان کی صفائی ستھرائی اوران کی حفاظت کی خواہش ورغبت کا شماران چیزوں میں کیا جاتاہے جو زندگی کی بقاءاور دوام کا تقاضا کرتی ہے۔اسی وجہ سے پانی کی آلودگی کا شمار ماحول کے خطرناک ترین مسائل میں کیا جاتاہے جو تاحال کھانے پینے کے معاملے میں انسانی زندگی کے لیے چیلنج بنا ہوا ہے مزید یہ کہ زندگی کے دوسرے مظاہر میں اس کی گہری تاثیر ہے۔

- ہمارے جسم کا تقریبا دو تہائی حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ہر گزرتے دن کے ساتھ پانی کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق1980ء کے مقابلے میں 2000ء میں پانی کی طلب دگنی ہو چکی تھی۔پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں اور زرعی وصنعتی ترقی کی بدولت پانی کا استعمال مزید بڑھتا چلا جارہاہے۔پانی کے ضیاع کے بعد جو مسئلہ سب سے اہم ہیں وہ آبی آلودگی کا ہے پانی کی آلودگی ہمارے سب سے سنگین ماحولیاتی میں سے ایک ہے۔
- یہ ایک انتہائی اہم اور توجہ طلب بات ہے کہ (گلوبل کلائمنٹ چینج رسک انڈیکس 2017ء کے مطابق ماحولیاتی آلودگی سے متاثر ہونے والے ممالک میں پاکستان کا ساتواں نمبر ہے۔زرعی اور صنعتی فضلہ نہروں اور دریاؤں کو آلودہ کرنے کے ساتھ زیر زمین پانی کو بھی آلودہ کر رہا ہے۔ان حالات میں ہنگامی بنیادوں پر آبی آلودگی کو روکنے کی ضرورت ہے۔بہت سی بیماریاں بالخصوص ہیضہ اور ٹائیفائیڈ کا سبب صاف پانی استعمال نہ کرنا ہے۔عالمی ادارہ صحت کے اعداد وشمار کے مطابق پوری دنیا میں ہسپتال میں آنے والے مریضوں کی پچیس سے تیس فیصد تعداد آبی آلودگی سے متاثر ہوتی ہے اور شیر خوار بچوں میں نصف کی اموات کا سبب بھی آلودگی ہی ہے۔
- آبی آلودگی کو روکنے کے بارے میں شریعت اسلامیہ کی تعلیمات بہت واضح ہیں اور اسی سلسلے میں آئین پاکستان میں آبی قانون سازی (نیشنل ڈرنکنگ واٹر پالیسی 2009ءاور نیشنل سینیٹیشن پالیسی 2006ء)،آبی پالیسی اور ذخیرہ کرنے کے لیے کیا حکمت عملی ہیں اور اس کے لیے پہلی حکومتوں کی اور موجودہ حکومت کی کیا ترجیحات ہیں اس باب میں واضح کیا جائے گا اور اسی ضمن میں اسلامی تعلیمات کی اہمیت کو اجاگر کر کے نتائج وسفارشات کو بیان کیا جائے گا۔

آبی آلودگی کا مفہوم

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں آبی آلودگی کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ اس سے مراد زیر زمین پانی یا جھیلوں،ندیوں،دریاؤں،آبی گزرگاہوں اور سمندروں میں کیمیائی مادے کا اخراج اس حد تک پہنچ جاتا ہے وہ پانی کے فائدہ مند استعمال یا ماحولیاتی نظام کے قدرتی عمل میں مداخلت کرتا ہے۔کیمیائی مادوں یا مائیکروجینز جیسے مادوں کی شمولیت کے علاوہ پانی کے ذخائر میں تابکاری یا حرارت کی شکل میں توانائی کا اخراج بھی پانی کی آلودگی میں داخل ہے۔[2]

- پانی کی آلودگی اس وقت ہوتی ہے جب وہ نقصان دہ مادے جو کہ اکثر کیمیائی مادے یا مائیکروجینز ہوتے ہیں؛

ندی، جھیل، سمندر یا پانی کے دیگر ذخائر کو آلودہ کرتے ہیں، پانی کا معیار کو بگاڑتے ہیں اور اسے انسانوں یا ماحولیات کے لیے زہریلا بنا دیتے ہیں۔

- آبی آلودگی سے مراد عام طور پر انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں آبی ذخائر کی آلودگی ہے۔آبی ذخائر میں جھیلیں، دریا، ندیاں، سمندر، پانی اور زمینی پانی وغیرہ سب شامل ہیں۔آبی آلودگی تب وجود میں آتی ہے جب پانی انسان یا جانوروں کے استعمال کیے گئے مختلف مادوں، فضلات، کیمیائی، اجزاء دھاتوں یا تیل آلودہ ہوتا ہے۔

ایک اور مشہور انگریزی کتاب میں آلودگی کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے:

- آلودگی سے مراد کسی ایسی جگہ پر کسی شے کی موجودگی ہے جہاں اس کی ضرورت نہ ہو۔اس کی مثال خام تیل ہے جس کی اپنی جگہ اہمیت وضرورت ہے اور آئل ریفائنریز سے صاف ہونے کے بعد یہ روزمرہ ضروریات میں استعمال ہوتا مگر یہ خام تیل اگر پانی میں مل جائے تو یہ ناپسندیدہ اور غیر ضروری ہے اور یہی عمل آلودگی کہلاتا ہے۔

آبی آلودگی کی ان مندرجہ بالا تعریفات سے بات سامنے آتی ہے کہ آبی الودگی سے مراد بالواسطہ یا بالا واسطہ انسانی یا حیوانی اعمال کے نتیجے میں پانی یا اس کے ذخائر میں نقصان دہ مادوں کی شمولیت کے ذریعے پانی کی قدرتی ہیئت وحیثیت کو اس اعتبار سے بدلنا ہے کہ وہ انسانی یا حیوانی اور زرعی یا صنعتی لحاظ سے ضرررساں ہوں اور ایسے پانی کے استعمال کی بدولت ان شعبوں پر نقصان دہ اثرات مرتب ہوں۔

آلودگی کی تعریف

"کسی ایسی چیز کا اضافہ (مائع، گیس، ٹھوس) یا توانائی کی کوئی بھی شکل (جیسے حرارت، آواز، تابکاری) اس شرح سے زیادہ تیزی سے ماحول میں شامل ہوتی ہو جس شرح پر وہ گلتی، حل یا منتشر ہوتی ہو تو آلودگی کہلاتی ہے۔آلودگی کی خاص قسمیں فضا کی آلودگی، پانی کی آلودگی، شور کی آلودگی، پلاسٹک کی آلودگی وغیرہ شامل ہیں"۔[3]

آلودہ پانی کی تعریف

قدرتی یا انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں پانی کی ماہیت یا اجزاء ترکیبی میں ہونے والی تبدیلی جو پانی کو پینے، گھریلو استعمال، صنعتی، تفریحی، جنگلی حیات، اور دوسری ضروریات کے لئے غیر موافق بناتی ہے۔ایسے پانی کو آلودہ پانی کہا جاتا ہے۔[4]

پانی میں ایسی غیر ضروری اشیاء کا اضافہ جو کہ انسان حیوان اور آبی زندگی کے لئے خطرناک ہو یا پانی کے اندر یا اس کے گردوپیش معمولات زندگی کو متاثر کرے۔[5]

آلودہ پانی کے ذرائع

پانی کو آلودہ کرنے کے مختلف ذرائع ہیں بعض ان میں معلوم ذرائع ہوتے ہیں جیسے کارخانوں سے چھوڑا ہوا پانی اور بعض نامعلوم ذرائع ہوتے ہیں جیسے بارش کا پانی جو اپنے ساتھ مختلف قسم کی آلودگیاں سمیٹ لیتا ہے اور پھر پانی کے ذخائر میں شامل ہو جاتی ہے۔پانی کو آلودہ کرنے کے ذرائع مندرج ذیل ہیں۔

گھریلو اخراج

یہ گندہ پانی گھروں اور کمرشل اداروں کے فاضل پانی پر مشتمل ہوتا ہے گھریلو فاضل پانی کے ذرائع تو چھوٹے ہوتے ہیں مگر یہ ایک وسیع علاقے کو آلودہ کرنے کے سبب بنتے جاتے ہیں۔یہ پانی جب دریاؤں میں پہنچ جاتا ہے تو اس کی وجہ سے دریا میں امونیا، فاسفیٹ اور نائیٹریٹ کی مقدار بڑھ جاتی ہے جس سے آبی حیات کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور پانی بھی پینے کے قابل نہیں رہتا۔[6]

صنعتی فاضل مادے

زیادہ تر میٹھا پانی صنعتی مواد سے تیزی سے آلودہ ہو رہا ہے۔ جس میں کاغذ، کپڑا، چینی، لوہے، فائبر، ربڑ، پلاسٹک، کھادوں اور تیل صاف کرنے کے کارخانے ہیں۔ ان کارخانوں سے آنے والا زہریلا اور گندا مواد جس میں دھاتیں، تیزاب، الکلی، الکحل، سنکھیا، پیٹرولیم، کلورین اور باقی دوسرے زہریلے اجزاء صاف پانی میں شامل ہو کر پانی کو آلودہ کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔[7]

تیل کی آلودگی(Oil Pollution)

تیل اور اس کی متشقات سے جنم لینے والی آلودگی کو آبی آلودگی کے اہم ترین اور وسیع ترین ذرائع میں سے شمار کیا جاتا ہے، جو بہت سے آبی ذخائر (Water Reservide)میں پانی کی نوعیت و کیفیت تبدیل ہو جانے کا سبب بن رہی ہے۔[8]

تیل سے جنم لینے والی آلودگی کے اہم ذرائع واسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آئل ٹینکرز اور دوسرے بحری جہازوں کے حادثات

۲۔ ساحل علاقوں میں بنائی گئی فیکٹریاں اور کارخانے بالخصوص تیل صاف کرنے کی فیکٹریاں(Oil Refineries)

۳۔ سمندر میں تیل کی تلاش کار دعمل(Drilling for oil at sea)

۴۔ سمندری پانی میں آئل ٹینکرز سے خارج ہونے والے فضلات و باقیات، سمندروں میں تیل کے کنوؤں کے دھماکے۔

تیل کی آلودگی سمندر میں نباتاتی اور حیوانی زندگی کو تباہ کر دیتی ہیں۔ جب یہ تیل بہہ جاتا ہے تو سمندر کی سطح پر ایک تہہ بنا لیتا ہے جو کہ آکسیجن ،کاربن ڈائی آکسائیڈ اور روشنی کو سمندر کے اندر جانے سے روکتی ہے جس سے ضیائی تالیف کا عمل رک جاتا ہے جبکہ ضیائی تالیف آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ تہہ سورج کی روشنی اور گرمائش کو اندر جانے سے روکتی ہے جس سے مونگوں اور اسفنج وغیرہ کو نقصان پہنچتا ہے اور غیر مقری، سمندری نباتات اور حیوانات کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔[9]

انسان کے رہائشی علاقوں کا کوڑا کرکٹ

چونکہ انسانی زندگی کو آسان اور آرام دہ بنانے میں پانی بنیادی کردار کا حامل ہے، اس لیے سمندروں اور آبی گزرگاہوں کے اردگرد شہر آباد کرنے اور سوسائٹیاں تعمیر کرنے کی طرف خاص رجحان دیکھنے میں آیا ہے۔

اور یہ آبی ذخائر جن پر شہر آباد ہوتے ہیں عموماً اس گندگی اور کوڑا کرکٹ کے لیے سٹور اور کباڑ خانے کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں، اس لیے یہ بات کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ کوڑا کرکٹ اور فاضل مواد پانی کی نوعیت اور کیفیت تبدیل کر دیتے ہیں۔ یعنی آکسیجن کی کمی اور پانی کے رنگ اور بو کے تبدیل ہو جانے کا باعث بن جاتے ہیں، اس طرح یہ آبی ذخائر آبی اور سمندری زندگی کی کفالت کی صلاحیت کھو دیتے ہیں۔

مزید برآں پانی متنوع قسم کے میکروبات اور وائرسوں سے آلودہ ہو جاتا ہے، چنانچہ اس طرح کے پانیوں میں غسل کرنا عمومی صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔[10]

پانی کے ذخائر کے قریب بسنے والے لوگ گندا پانی، کوڑا کرکٹ، صنعتی فاضل مواد پانی میں پھینکتے ہیں۔ اسی طرح کشتیوں کو صاف کرنے کا پانی جس میں تیل بھی شامل ہوتا ہے اور تقریباً روزانہ کی بنیاد پر بڑے بڑے جہازوں کا گند بھی پانی میں گرایا جاتا ہے جو بری طرح آلودگی کا سبب بن رہا ہے۔[11]

گار کی آلودگی

زمین کے کٹاؤ سے بننے والا گار بھی آلودگی کا ایک ذریعہ ہے۔ گار جو کھیتی باڑی، تعمیرات، انہدام عمارت اور کان کنی کی وجہ سے پانی میں شامل

ہونے والے غیر نامیاتی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ مچھلیوں کی افزائش نسل کو متاثر کرتا ہے کیونکہ یہ چشموں کی تہہ کو ڈھانپ دیتا ہے اور روشنی کو اندر جانے سے روکتا ہے جس کی وجہ سے خوراک تلاش کرنے میں مشکلات ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ براہ راست گلپھڑوں کو متاثر کرتا ہے۔[12]

آب و ہوا میں مختلف گیسوں سے پھیلنے والی آلودگی

جب آب و ہوا میں نائیٹروجن، ہائیڈروجن، کاربن دائی آکسائیڈ، امونیا، سلفر ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈروجن سلافائیڈ، وغیرہ حل شدہ گیسوں کا تناسب فضا میں وافر مقدار میں بڑھ جائے اور جب بارش ہوتی ہے تو بارش کے پانی میں حل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے پانی میں ان کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ عام طور پر شہر اور صنعتی علاقے کی آب و ہوا گاڑیوں اور صنعتی اخراج کی بدولت زیادہ آلودہ ہوتی ہے۔[13]

تابکار مواد سے جنم لینے والی آلودگی[14]

ایٹمی تجربات اور جوہری ری ایکٹروں سے نکلنے والا تابکاری مواد پانی میں پہنچ جاتا ہے۔ اور پانی میں تابکار مواد کی بڑی مقدار میں موجودگی کے نتیجے میں یہ مواد پانی میں اگنے والے پودوں اور جڑی بوٹیوں کی غذا میں شامل ہو کر ان میں سرایت کر جاتا ہے۔ چونکہ پانی میں موجود پودے اور جڑی بوٹیاں آبی جانداروں کے لیے بنیادی غذا کا درجہ رکھتی ہیں اس لیے نتیجتاً یہ مواد ان پودوں کے وجود میں جمع ہوتا رہتا ہے اور بالآخر خود انسان تک جا پہنچتا ہے۔ جوھری ایندھن، جوھری ہتھیار کی صنعت کاری، حیاتیاتی تحقیق اور اس کا استعمال، اور بہت سی صنعتیں تابکار فاضل مواد پانی میں چھوڑتی ہیں۔[15]

طبعی آلودگی *Natural Pollution*

پانی کی آلودگی کا آغاز فضا میں اس وقت ہو جاتا ہے جب تابکار مواد اور ایٹمی ذرات پانی کے قطروں کے ساتھ مل جاتے ہیں، اسی طرح کارخانوں اور فیکٹریوں سے اٹھنے والی گیسیں بارشوں کے ساتھ تحلیل ہو کر زمین پر گر جاتی ہیں۔ اسی طرح جب پانی مختلف جگہوں سے گزرتا ہے تو مٹی سے پھوٹنے والی بہت سے پگھلنے والی چیزیں اس میں مل جاتی ہیں، اور پھر پانی کے ساتھ رستی ہوئی آلودگی کو جنم دینے والی یہ چیزیں گہرے پانی یا دریاؤں اور سمندروں تک جا پہنچتی ہیں۔

حرارت سے جنم لینے والی آلودگی، تھرمل آلودگی Thermal Pollution

تھرمل آلودگی اس پانی کی بڑی مقدار کو پھینکنے سے وقوع پذیر ہوتی ہے جسے پاور پلانٹس اور فیکٹریوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جب یہ گرم پانی آبی ذخائر میں پھینکے جاتے ہیں تو اس سے تھرمل آلودگی جنم لیتی ہیں۔

آبی ذخائر (Water Bodies)

چوتھا سبب: فیکٹریوں اور کارخانوں کا فاضل اور گلا سڑا مواد بڑی مقدار میں پھینک دیا جاتا ہے جو سیدھا سمندروں میں چلا جاتا ہے، اور پھر بسا اوقات مناسب انتظام اور تدبیر نہ ہونے کی وجہ سے اس کے مضر اثرات میں اضافہ ہو جاتا ہے، چنانچہ اس کے زہریلے اثرات سے انسان بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آلودگی کی اس قسم کے بڑے بڑے اور اہم اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

کیمیائی کھادیں اور کیڑے مکوڑوں کو ہلاک کرنے والی ادویات

زرعی پیداوار بڑھانے اور اسے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے بچانے کی غرض سے کیڑے مکوڑے مارنے والی ادویات اور کیمیائی کھادوں کے استعمال بعد اور بڑی مقدار میں کیمیائی مواد پھینکنے کے نتیجے میں دریائی اور سمندری پانی کے ذخائر آلودگی سے دوچار ہو جاتے ہیں اور اس کے نتیجے

میں ان کیمیائی کھادوں کا کچھ حصہ رستا ہوا ان کھیتوں کے پانی کے ساتھ بہہ کر دریاؤں اور ساحلوں تک جا پہنچتا ہے۔

اس قسم کی آلودگی میں فصلوں کو ڈالی جانے والی کیمیائی اور قدرتی کھاد اور ان پر چھڑکنے والے سپرے ہیں۔ان کھادوں میں نائیٹریٹ، سلفیٹ اور فاسفیٹ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔آب پاشی کے دوران ان کھادوں کا بہت سا حصہ آبی ذخائر میں شامل ہو جاتا ہے اسی طرح کیمیائی مواد کی مقدار پانی میں بڑھ جاتے ہے۔کیڑے مار ادویات جو استعمال کی جاتی ہیں وہ دھیرے دھیرے زمینی سطح کے اندر موجود پانی کے ساتھ شامل ہو کر ندی نالون اور سمندر تک جا پہنچتی ہیں جو نہ صرف فائدہ مند کیڑوں کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے بلکہ آبی حیات کو بھی تلف کرتی ہے۔[16]

آبی ماحولیاتی آلودگی کا مسئلہ ہمارے موجودہ دور میں اس قدر اہمیت اختیار کر چکا اور سنگین ہو چکا ہے کہ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، یہی وجہ ہے کہ مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے یہ مسئلہ متعدد امراض کا باعث بن گیا ہے:[17]

۱۔ نائٹروئیٹس کی طرح پانی کے ساتھ پگھلنے والے کیمیائی مادے

۲۔ بیماریوں سے منتقل ہونے والے جراثیم

۳۔ نمکیات کا بڑھ جانا

اور بیکٹیر یا طفیلیوں کی وجہ سے آبی آلودگی کا مصدر و مرجع پر جو خود انسان ہی ہے۔

یا تو سیورتج کے پانی کو پانی کے ان ذخائر میں ملانے سے یا پانی میں قضائے حاجت جیسی بری عادات کی وجہ سے۔اور میرے خیال میں اس سب کا سبب اور مرجع مندرجہ ذیل خامیاں ہیں:

۱۔ بیشتر لوگوں کا دینی تعلیم سے نابلد ہونا

۲۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر ماحولیاتی اور معاشرتی معاملات کے بارے میں شعور و آگہی کا فقدان

۳۔ مروجہ قوانین کا ماحول کی ضروری حفاظت کا انتظام کرنے سے قاصر ہونا۔

اس میدان میں فقہ اسلامی اپنے قواعد واحکام کے ساتھ مروجہ قوانین پر فوقیت رکھتا ہے، چنانچہ جب ہم قواعد اور فقہی احکام پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں وہ تمام احتیاطی اور علاجی تدابیر موجود ہیں جو انسانی معاشرے کو آبی آلودگی اور آلودگی کی دوسری انواع واقسام سے محفوظ رکھنے کی ضامن ہیں۔اور میں اس حقیقت کو مندرجہ ذیل مباحث کے ضمن میں مفصل طور پر بیان کروں گا۔

آلودہ پانی کے اثرات

جب پانی مختلف ذرائع سے آلودہ ہو جاتا ہے تو اس کے برے اثرات تمام جاندار حیات پر ہوتے ہیں۔آلودہ پانی کے اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

1. سیورج میں موجود جراثیم اکثر و بیشتر متعدی امراض پھیلاتے ہیں جو کہ پانی کے استعمال کے ساتھ آبی وارضی حیوانات کو بیمار کرتے ہیں۔پانی کی جراثیمی آلودگی ترقی پذیر ممالک میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔جہاں بچوں کی اموات کی بنیادی وجہ پانی سے پھیلنے والی بڑی بیماریاں جیسے ہیضہ اور ٹائیفائیڈ ہیں۔[18]

2. صنعتی فضلہ میں کچھ زہریلے مواد کا ہلکا اثر ہوتا ہے جبکہ بعض جان لیوا ثابت ہوتے ہیں کیونکہ وہ قوت مدافعت کے انسداد، تولیدی نقائص اور شدید بدہضمی جیسے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔[19]

3. روس میں 1986 کے دوران نیوکلیئر ری ایکٹر کے پھٹنے سے ہمارے سمندروں پر تابکاری شعاعوں کا عمل بہت بڑھا دیا تھا۔اس وقت جنوبی بحرالکاہل کے وہ جزائر جو کہ ایٹمی منصوبوں کی مشق کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہ ایک بڑی تعداد میں تابکار شعاعیں پانی

میں چھوڑ دیں تو خس و خاشاک تیزی سے اپنے ارد گرد یہ تابکار آئیوڈین اپنے ارد گرد جمع کر دیتی ہیں اور مچھلیاں مختلف قسم کی تابکار اشیاء جذب کر لیتی ہیں۔اس طرح تابکار اشیاء بھاری دھاتوں کی طرح آبی حیات میں جمع ہو جاتی ہیں۔آبی حیات میں اسی وجہ سے بڑی تعداد میں اموات ہو جاتی ہیں۔انسانوں میں متعدد کینسر کی اقسام خصوصاً بچوں میں لیوکیمیا تابکاری شعاعوں کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔[20]

4. مختلف کیڑے مکوڑوں کو مارنے کے لیے جو سپرے کیا جاتا ہے وہ انتہائی خطرناک ہوتا ہے ایک دفعہ اگر یہ سپرے ماحول میں داخل ہو جائے تو اس کا مہلک اثر غذائیت کے ذریعے ایک جاندار سے دوسرے جاندار تک منتقل ہوتا ہے۔کسی ندی کے کنارے اگر کیڈس مکھی پر زہریلا سپرے کیا جاتا ہے تو خوراک کے ذریعے یہ زہر جھیل کے ارد گرد موجود پرندوں تک منتقل ہو جاتا ہے۔[21] اسی طرح یہ کیمیکل انسانی جسم میں داخل ہو جائے تو تحلیل ہونے یا ٹوٹنے کے بجائے جسم کی چکنائی اور ٹشوز میں جمع ہو کر نئی نئی شکلیں اختیار کرتا ہے۔[22]

5. کوئلہ پر چلنے والی پاور پلانٹس نقصان دہ کیمیکل جس میں پارہ بھی شامل ہوتا ہے فضا میں چھوڑتے ہیں اور یہ دھوئیں کی شکل میں تبدیل ہو کر بالآخر جھیلوں، دریاؤں اور سمندروں میں مل جاتا ہے۔جب ایک دفعہ پارہ پانی میں شامل ہو جائے تو بیکٹیریا کے ساتھ حل ہو کر میتھائل پارے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔یہ سخت نقصان دہ کمپاؤنڈ بن جاتا ہے جس کو مچھلیاں آسانی کے ساتھ ہضم کر لیتی ہیں۔ہر مچھلی میں اس مادے کی مقدار پائی جاتی ہے جبکہ مچھلی کی کچھ اقسام جیسے ٹیونا، سورڈ فش اور میکرل میں خاص طور پر اس مادے کی مقدار زیادہ پائی جاتی ہے۔یہ مادہ انسان کے اعصاب کو متاثر کرنے والا زہر ہے جو خاص کر بچوں میں پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے سیکھنے کا عمل اور ذہانت متاثر ہو جاتا ہے۔[23]

6. آلودہ پانی میں تیراکی اور دیگر کھیل جلد کی بیماریوں، حساسیت، درد سر، قے، بخار وغیرہ کا سبب بنتا ہے اس کے علاوہ زیادہ بڑی بیماریاں جیسے یرقان اور ہیضہ وغیرہ کا موجب بھی بنتا ہے۔[24]

7. پلاسٹک بھی آلودگی پھیلانے کا بڑا ذریعہ ہے[25]۔جس کے گلنے سڑنے میں 500 سال سے زائد کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب یہ پانی کے اوپر تیرتے ہیں تو مچھلیوں، پرندوں اور دیگر آبی جانوروں کے قتل یا انہیں ضرر پہنچانے کا سبب بنتے ہیں۔سمندری کچھوے اکثر اوقات پلاسٹک کے لفافوں کو اپنی پسندیدہ خوراک سمجھ کر نگل لیتے ہیں[26] جس کی وجہ سے ان کے عمل انہضام کی نالی بند ہو جاتی ہے اور ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہی پلاسٹک وہیل مچھلی، ڈالفن اور دریائی بچھڑوں کو مارنے کا موجب ہے۔[27]

8. تیل کی آلودگی کی وجہ سے نہ صرف سمندر کے اندر والے آبی حیات سخت خطرات سے دوچار ہوتے ہیں جبکہ پرندے خصوصاً پانی پر تیرنے والے تیل کی سطح کے مضر اثرات کا ہدف بنتے ہیں۔یہ تیل کیمیائی طور پر پرندوں کے ان قدرتی تیلوں کی ہئیت بگاڑ دیتے ہیں جو کہ ان کے لئے غیر موصولی سطح کے طور پر کام کرتے ہیں۔آخر کار یہ پرندے اپنی غیر موصولیت کھو کر سردیوں میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر اور جم کر مر جاتے ہیں۔صرف Torry Canon بحری جہاز حادثے میں 25000 پرندے مر گئے تھے۔ Exon Valdez کے حادثے میں 150 نایاب عقاب ختم ہو گئے۔اسی طرح 1000 بحری اود بلاؤ مر گئے تھے۔اس کے بعد کے

سانحوں میں لاکھوں ہزاروں پرندے اور مچھلیاں مر گئی تھیں۔ تیل کے ساتھ رابطے کی صورت میں تنفسی بیماریوں اور جگر اور گردوں کے نقصان میں مبتلا ہو کر ختم ہو چکے ہیں۔[28]

9. حرارتی آلودگی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب صنعتی کاروائیوں کے دوران گرم پانی تازہ پانی کے ذخائر میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ صنعتیں اضافی حرارت کے اخراج کے لئے پانی کا استعمال کرتی ہیں جس کے بعد اس پانی کو تازہ پانی میں شامل کرنے سے پہلے تھوڑا ٹھنڈا کیا جاتا ہے مگر اس کا درجہ حرارت اپنی اصلی حالت سے پھر بھی کافی اونچا ہوتا ہے۔ پانی کے ذخائر کا درجہ حرارت بڑھنے سے کئی اثرات مرتب ہوتے ہی۔ حرارتی آلودگی کی وجہ سے پانی میں حل شدہ آکسیجن کا پیمانہ نیچے ہو جاتا ہے۔ مچھلیاں آکسیجن حاصل کرنے کے لئے اپنے گلپھڑے زیادہ کثرت سے استعمال کرتی ہیں۔ جو مچھلیوں پر بہت زیادہ دباؤ ڈالتی ہیں۔ آبی حیوانات اور نباتات کے دیگر روزمرہ کے عوامل میں حرارتی آلودگی کے ساتھ اور بھی بہت سی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں کیونکہ درجہ حرارت کی وجہ سے افزائش نسل، ہاضماتی شرح، شرح استراحت وغیرہ سب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ شدید حرارتی آلودگی کی صورت میں مچھلیاں اور دیگر آبی نظام کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔[29]

10. گھریلو فاضل مواد اور صنعتی فضلہ جات تالابوں کی روئیدگی میں معاونت کرتی ہیں ۔[30] چونکہ ان میں فاسفیت اور نائیٹریٹ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو اس وجہ سے یہ مرکبات روئیدگی میں معاون ہوتی ہیں۔ یہ آبی پودوں پر مضر نشونما پانے والے مواد کا موجب ہے جیسا کہ کائی۔ یہ پانی کے معیار کی بگاڑ، ذائقے، اور بو کے مسائل، آکسیجن کے اخراج میں کمی، ماہی گیروں کے زوال وغیرہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر پانی کے ذخائر کا استعمال زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ تازہ پانی میں روئیدگی مویشیوں میں سنجیدہ بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔[31] اگر یہی پانی سبزیوں کو ڈالا جائے تو اس میں نائیٹریٹ کی مقدار بڑھ جاتی ہے جو چھوٹے بچوں کی صحت کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔[32]

11. ڈی ڈی ٹی جو کھیتوں، باغات، جنگلات، گھروں میں، مضر کیڑوں اور جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے انتہائی مضر اثرات ہیں۔ یہ نہ صرف مضر بلکہ فائدہ مند کیڑوں کو بھی مار دیتی ہے۔ پرندوں کی کئی نسلوں کا نام ونشان تک مٹ گیا اور ندیوں میں مچھلیاں تیزی سے مرنے لگیں۔ درختوں کے پتوں پر ایک مہلک اور زہریلی تہ جم جاتی ہے اور زمین کی اوپر کی سطح کو ڈھانپ دیتی ہے۔[33] بعض علاقوں میں جہاں یہ سپرے زیادہ استعمال ہوتا ہے وہاں عورتیں سرطان کے مرض میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔[34]

12. بعض جگہوں میں پانی میں سوڈیم فلورائیڈ ملایا جاتا ہے کہ یہ دانتوں کے لیئے مفید ہے مگر تحققیات سے ثابت ہوا ہے کہ انسانی صحت کے لئے ایسا پانی انتہائی نقصان دہ ہے۔ یہ انسان میں ہڈیاں ٹوٹنے کے خطرات کو بڑھاتا ہے۔ خراب صحت، بچوں میں دماغی نقص کا اضافہ کرتا ہے اور کینسر کے خلیوں کو بڑھاتا ہے۔[35]

پانی کی حفاظت سے متعلق شرعی احکامات

آبی ماحول دو طرح کے خطرات سے دوچار ہے:

ا۔ پہلا خطرہ آلودگی کا سبب بننے والے کاموں اور پانی کے ان طبعی خواص کو لاحق ہونے والے نقصانات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جن پر اللہ

تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔

۲۔ دوسرے خطرے کا مظہر پانی کے استعمال میں اسراف ہے جو پانی کی سطح کے گرجانے اور نیچے چلے جانے اور اس کے ذخائر کے ختم ہو جانے کا باعث بن سکتا ہے۔[36]

"اے نبی کہہ دیجیے! اگر پانی کی سطح گر جائے تو تمہیں کون میٹھے پانی کا چشمہ لا کر دے گا"۔[37]

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"کیا تم اپنے پینے کے پانی کو دیکھتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا ہے یا ہم اسے اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو اسے کڑوا یا کھارا کر دیتے کیا تم شکر ادا نہیں کرتے"۔[38]

پہلی آیت پانی کی سطح کے گرجانے کے مسئلے کو بیان کرتی ہے جو کہ ایک ماحولیاتی مسئلہ ہے اسی طرح دوسری آیت آبی آلودگی سے بحث کرتی ہے اور وہ بھی ایک ماحولیاتی مسئلہ ہے۔ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ یہ دونوں مسئلے ان مسائل میں سے ہیں جو انسانی زندگی کو خوف وخطرات سے دو چار رکھتے ہیں، چنانچہ پانی کی سطح کا گرجانا ماحولیاتی نظام میں خلل کا باعث ہے اور اسی طرح اس کی آلودگی کا معاملہ بھی ہے، کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اسے کھارا اور کڑوا پیدا کر دیتے جو پینے اور زرعی استعمال کے قابل نہ ہوتا تو یہ بھی ماحولیاتی نظام میں ایک قسم کا خلل ہوتا۔ اور ان دونوں مسئلوں میں فرق یہ ہے کہ پانی کی سطح کا گرجانا اس کی مقدار میں کمی کا باعث بنتا ہے، جب کہ آلودگی اس کی نوعیت اور کیفیت کے متاثر ہو جانے کا باعث ہے۔[39]

تو جب معاملہ اس طرح ہے تو وہ کون سے قواعد شرعیہ ہیں جو ان دونوں خطرات کا قلع قمع کرتے اور ان سے انسانی معاشرے کی حفاظت کی ضمانت دیتے ہیں، وہ قواعد مندرجہ ذیل ہیں:

اولاً: پانی کو خراب کرنے یا آلودہ کرنے کی ممانعت

اللہ پاک نے پانی کو پاکیزہ حالت اور پاک کرنے کی صفت کے ساتھ نازل کیا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ہم نے آسمان سے ستھرا پانی نازل کیا"۔[40]

تو پانی اصل کے لحاظ سے پاک بھی ہے اور پاک کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ کچھ دوسری چیزیں مل جائیں۔

ابن جزی فرماتے ہیں: ماء مطلق جب تک اپنے اصل پر قائم رہے، بالاتفاق از خود پاکیزہ ہے اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے کے بھی قابل ہے، چاہے وہ میٹھا ہو یا نمکین، سمندر کا ہو، آسمان کا ہو یا زمین کا ہو، اور اس کے حکم میں وہ پانی بھی ہے جو زیادہ عرصہ کھڑے رہنے کی وجہ سے یا اس پر چلنے والی چیزوں کی وجہ سے یا طحلب (ایک خاص قسم کا پودا ہے جو کھڑے رہنے والے پانی میں اگ آتا ہے) جیسے پودوں کے اگ جانے کی وجہ سے ان چیزوں کی وجہ سے جو عموماً اس سے علیحدہ نہیں ہوتیں یا کسی چیز کے قریب ہونے کی وجہ سے متغیر ہو گیا ہو اور فقہا کے مشہور قول کے مطابق پانی میں پھینکی جانے والی مٹی سے اس کا تبدیل ہو جانا بھی اسے متاثر نہیں کرتا۔[41]

ابن رشد فرماتے ہیں: علما کا اس بات پر اجماع (اتفاق) ہے کہ پانی کی تمام اقسام پاکیزہ بھی ہیں اور دوسری چیزون کو پاک کرنے کی بھی صلاحیت رکھتی ہیں۔[42]

علاوہ ازیں کبھی پانی میں ایسی چیز پڑ جاتی ہے جو اس کی فطرت اور طبیعت (Nature) تبدیل کر کے اس کے طبعی خواص ختم کر دیتی ہے۔ ایسا کبھی غیر انسانی اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی خود انسان کے فعل سے۔ پس اگر قدرتی طور پر ایسا ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی چاہت اور اس کی منشا اور فیصلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی لوٹا نہیں سکتا۔ پس اگر لاوے، زلزلے، سمندری طوفان یا کسی ستارے وغیرہ کے گرنے سے

پانی کے اوصاف وخواص تبدیل ہو جائیں تو انسان پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں، لیکن اگر انسان کے اپنے فعل کی وجہ سے پانی کے خواص اور اوصاف تبدیل ہو جائیں تو یہی پانی کو خراب کرنا یا آلودہ کرنا ہے اور قرآن کریم نے لفظ "فساد" استعمال کر کے ہر اس عمل کا احاطہ کر لیا ہے جو پانی کو اس کی فطرت (Nature) سے نکالنے اور دور کرنے کا باعث بنے۔

چنانچہ ہمیں قرآن کریم میں متعدد آیات ملتی ہیں جن میں زمین میں فساد اور فساد (فساد کرنا اور خرابی پھیلانا) سے منع کیا ہے، اور یہ آیات اپنے عموم الفاظ سے پانی کی اہمیت متعلق احکام کو بھی شامل ہیں اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی:

"خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے فساد ظاہر ہو گیا"۔[43]

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا:

"زمین کو اس کی اصلاح کے بعد خراب مت کرو"۔[44]

بنا بریں اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے والے ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ سمندروں، دریاؤں، چشموں اور دوسرے پانیوں کو آلودہ کرنے اور انہیں خراب کرنے سے باز رہے، چاہے آلودگی کے اسباب جس نوعیت کے بھی ہوں اور ان کا جو بھی مصدر و اصل ہو، کیمیائی ہوں، طبیعاتی ہوں یا حیاتیاتی پھر چاہے، ڈبونے اور غرق کرنے کی وجہ سے ہو یا زمینی اسباب کی وجہ سے، تیلوں کی وجہ سے ہوں یا ہلاکت خیز مرکبات کی وجہ سے، کیونکہ اس میں بے پناہ نقصانات اور مفاسد ہیں۔

اور سنت نبوی ﷺ میں بھی اس حوالے اسے انتہائی اہتمام نظر آتا ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام نے ہمیشہ موقع محل کی مناسبت سے پانی کو نقصان پہنچانے اور اسے خراب کرنے سے انتہائی سختی سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ لوگوں کو تکلیف دینے اور ان کے مفادات کو نقصان پہنچانے کا باعث ہے۔ پانی کو خراب کرنے اور اسے آلودہ کرنے کے حوالے سے نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے: لا یومن أحدکم فی الماء الدائم، ثم یغتسل فیہ[45]

(تم میں سے ہر گز کوئی پانی میں پیشاب نہ کرے پھر اس میں غسل کرے) اور ایک روایت میں فیہ کی جگہ منہ کے الفاظ ہیں۔ ابو داؤد نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: و لا یغتسل فیہ بعد الجنابة[46] (اور نہ اس میں غسل جنابت کرے) اور مسلم کی روایت میں ہے: لا یغتسل أحدکم فی الماء الدائم وہو جنب[47] (تم میں سے کوئی بھی حالت جنابت میں کھڑے پانی میں غسل نہ کرے)۔

حضرت معاذؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتقوا الملاعن الثلاث البراز فی الموارد، وقارعة الطریق، والظلل[48]

لعنت کے موجب تین کاموں سے اجتناب کرو یعنی چشموں، راستے کے درمیان اور سائے کی جگہ میں قضائے حاجت کرنے سے بچو۔

جب یہ احادیث شریفہ پانی میں پیشاب کر کے اسے آلودہ اور خراب کرنے سے مطلقاً منع کرتی اور روکتی ہیں حالانکہ پیشاب تو اصل میں پانی ہی ہے جسے انسان پیتا ہے اور پھر اپنے جسم سے گزار کر خراج کر دیتا ہے۔ تو آپ کا ان نقصان دہ مادہ کے بارے میں کیا خیال ہے جو صنعتی، تجارتی، زرعی اور دوسرے اعمال و تجربات سے جنم لیتے ہیں جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی زندگی کو خطرات سے دوچار کر دینے کی وجہ سے زیادہ زہر آلود اور خطرناک ہیں؟ یقیناً یہاں بھی ممانعت اور نہی بطریق اولیٰ برقرار رہے گی۔

پانی کی حفاظت کے سلسلے میں سنت مطہرہ میں انتہائی درجہ اہتمام پایا جاتا ہے، حتیٰ کہ پانی کے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونکنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: إذا شرب أحدکم فلا یتنفس فی الاناء (جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو

برتن کے اندر سانس نہ لے)۔اور ایک روایت میں ہے: نہی أن يتنفس في الاناء ينفخ فيه [49](آپ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونکنے سے منع فرمایا)۔

اور پانی کو آلودہ کرنے اور اسے خراب کرنے سے ممانعت کی موجب پانی پر انسان کے حق کی طبیعت اور کیفیت ہے، کیونکہ پانی پوری انسانیت کی ملکیت ہے۔اور کسی کو کسی پر اس سلسلے میں کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔دریاؤں، سمندروں چشموں اور بارشوں کا پانی مشاع (ناقابل تقسیم) ہے، بلکہ جب تک کوئی اسے جمع کر کے اپنے پاس محفوظ نہ کرے اس وقت تک اس میں مملوکہ چیز کے طور پر کوئی معاملہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ مشترکہ میراث ہے، جب تک اپنی جگہ پر ہے اس کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی نہ ہی دوسروں کو محروم رکھ کر اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس کی دلیل نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی: الناس شرکاء فی ثلاث: فی الماء، والکلاء، والنار [50](تین چیزوں میں تمام لوگ شریک ہیں: پانی میں، گھاس میں اور آگ میں)۔

اور شرکت اباحت کا تقاضا کرتی ہے، یعنی اس کے کسی خاص ملکیت میں نہ چلے جانے کی متقاضی ہے۔ چنانچہ تمام مسلمان دوسروں کو نقصان پہنچائے بغیر اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اور فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سمندروں، چشموں، ندی نالوں اور آبشاروں کا پانی لوگوں کے درمیان مشترک ہے جس سے وہ دوسروں کو نقصان پہنچائے بغیر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔[51]

اور جو صرف اس پانی سے فائدہ اٹھانے کا مجاز ہے اسے اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ غیر مملوکہ چیز میں کوئی تبدیلی یا تصرف کرے، اگر اس نے اس کی خلاف ورزی کی تو وہ حد سے تجاوز کرنے والا شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا اور اسے ضمان (compensation) دینے کے ساتھ ساتھ معاملہ کو اپنی اصل پر لانا ہوگا۔

حاکم وقت کو آبی و غیر آبی ماحولیاتی آلودگی سے مسلم معاشرے کو محفوظ رکھنے کے لیے وسیع اختیارات حاصل ہیں، اس بات کی تاکید اس قاعدہ سے ہوتی ہے: تصرف الامام علی الرعية منوط بالمصلحة [52](رعایا کے خلاف حاکم وقت کا تصرف مصلحت (مفاد عام) کے ساتھ مقید ہے۔ لہٰذا اسے ماحولیاتی آلودگی سے جنم لینے والے ضرر اور نقصان کو روکنے کے لیے ہر قسم کی ضروری تدبیر اختیار کرنے اور اقدم اٹھانے کا پورا حق ہے۔ مثال کے طاور پر حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ ایسے کارخانوں اور صنعتوں کو لائسنس جاری نہ کرے جو کارخانے کا زہر آلود مواد آبی گزرگاہوں میں پھینکنے یا اس طرح کے دوسرے کام کرے جو ماحولیاتی آلودگی کا باعث ہوں۔

ثانیاً: پانی کے استعمال میں اسراف اور فضول خرچی کی ممانعت

آبی ماحول نہ صرف آلودگی پھیلانے اور فساد کا باعث بننے والے افعال سے متاثر ہوتا ہے بلکہ اس باب میں اسراف و فضول خرچی بھی انتہائی خطرناک معلوم ہوتی ہے کیونکہ میٹھا پانی جو پینے اور کھیتی باڑی کے مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ تھوڑا محسوس ہوتا ہے۔اور گزشتہ کچھ سالوں میں رونما ہونے والی موسمیاتی تبدیلیوں کے زیر اثر ہر سال یہ کم ہوتا چلا جارہا ہے۔

اسلام خرچ کرنے میں اعتدال اور میانہ روی کرنے کا حکم دیتا ہے جبکہ اسراف اور فضول خرچی سے سختی سے منع کرتا ہے۔ متعدد آیات واحادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

ان قرآنی آیات میں سے جو اعتدال اور میانہ روی پر زور دیتی اور اسراف اور فضول خرچی سے روکتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

> اور وہ لوگ جو خرچ کرنے میں نہ تو فضول خرچی سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی ہاتھ تنگ رکھتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان کی راہ اختیار کرتے ہیں۔[53]

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

کھاؤپیواور فضول خرچی نہ کرو۔[54]

اورارشاد باری تعالیٰ:

بلاشبہ فضول خرچ شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑاناشکرا ہے۔[55]

اور اللہ تعالیٰ کافرمان مبارک ہے:

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کاارادہ کرتے ہیں تواس کے عیاش لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پس وہ فسق وفجور اختیار کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ان پر بات پکی ہوجاتی ہے اور ہم انہیں تباہ وبرباد کردیتے ہیں۔[56]

پس یہ آیت یہ حقیقت عیاں کررہی ہے کہ عیاشی متوں اور قوموں کی بربادی کے اہم اسباب میں سے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

اور جو تجھے اللہ نے دیاہے اس میں آخرت کے گھر کو تلاش کر،اور دنیاسے اپنے حصے کومت بھول،اور جیسے اللہ نے تجھ پر احسان کیاہے تو بھی اس کابدلہ احسان سے دے،اور زمین میں فساد کی تلاش میں مت لگ، یقیناًاللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[57]

یہ آیت کریمہ اُس راستے کاتعین کرتی ہے کہ ماحول کی حفاظت کی خاطر اس پر چلناواجب اور ضروری ہے،اور وہ ہے دنیاوآخرت کے معاملات میں افراط وتفریط سے دامن کشاں رہ کراعتدال اور میانہ روی کادامن مضبوطی سے تھامے رکھنااور زمین میں فساد پھیلانے سے باز رہنااور اللہ تعالیٰ کی پھیلائی ہوئی دولتوں اور ثروتوں جن میں سے ایک پانی بھی ہے کوآلودگی سے بچانا۔

اور جن احادیث میں پانی کی حفاظت اور اسے ختم ہونے سے بچانے کی غرض سے اسے فضول خرچ کرنے سے منع کیاگیاہے ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔حضرت عبداللہ بن عمروؓسے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کاحضرت سعدؓ کے پاس سے گزر ہواجبکہ وہ وضو کررہے تھے تو فرمایا: اے سعد یہ کیسااسراف ہے؟ حضرت سعدؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول کیاپانی میں بھی اسراف ہوتاہے؟ توآپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اگرچہ چلتادریا ہی کیوں نہ ہو۔[58]اس حدیث میں لاتسرف اسراف سے ہے جس کے معنی ہیں پانی کے استعمال میں معروف اور معتاد مقدار سے زیادتی نہ کر، اور السرف کامطلب بھی پانی کے معاملے میں حد سے متجاوز ہوناہے۔[59]

توجب وضو کے وقت پانی کے استعمال میں اسراف سے کام لینا ممنوع ہے، حالانکہ اس کاایک عبادت کی ادائیگی سے گہرااور قریبی تعلق ہے، تو پھر کھیتی باڑی، صنعت گری اور گھریلو ضروریات وغیرہ کے لیے پانی کے بے جااستعمال سے بطریق اولیٰ ممانعت ہوگی۔

۲۔حضرعمروبن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے داداسے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر وضو کے بارے میں سوال کرنے لگاتوآپ ﷺ نے اسے تین دفعہ وضو کرکے دکھایا، پھرارشاد فرمایا: "یہ ہے وضو، جس نے اس پراضافہ کیاتواس نے براکیا، اور ظلم وزیادتی سے کام لیااور ایک روایت میں آتاہے کہ اس نے یاحد سے تجاوز کیایاظلم کامرتکب ہوا۔"[60]

أساء یعنی شریعت کے اداب کی رعایت کرنے میں کوتاہی کی، یایہ کہ شریعت کی حدود کو پھلانگایااپناثواب کم کرکے اپنے اوپر ظلم کیا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسراف اس وقت وقوع پذیر ہوتاہے جب یاتو بغیر ضرورت یابغیر کسی شرعی فائدہ کے جیسے کہ وضو میں اعضا کو تین سے زائد بار دھونا، پانی کواستعمال کیاجائے۔اور ضرورت سے زائد پانی کے استعمال سے متعلق حدیث میں وارد نہی، نہی تحریم (یعنی اس فعل کی حرمت پر دلالت کرتی ہے) ہے،اور جو حرام کامرتکب ہوتاہے وہ گناہ گار ہوتاہے اور اسے نہی کی مخالفت کی وجہ سے عذاب سے دوچار ہونا

پڑے گا۔

۳۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک "مُد" (یہ ایک پیمانہ ہے جس میں دو یا سوا دو یا ایک درمیانے آدمی کی بھری ہوئی ہتھیلی کے برابر چیز آتی ہے) پانی سے وضو اور ایک صاع [61] پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح پانچ مُد [62] پانی سے وضو اور غسل فرمالیا کرتے تھے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس مد کے دو تہائی پانی لایا گیا تو آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو ملنے لگے۔ [63] یہ تمام احادیث وضو کے لیے کم از کم پانی استعمال کرنے پر زور دیتی ہیں۔ اور پانی کے معاملے میں نبی علیہ السلام کی طرف سے اسراف کا ممنوع ہونا بھی معلوم ہو گیا، تو اب جس نے شریعت کی بتائی ہوئی حدود سے تجاوز کیا تو وہ اسراف کا مرتکب ہوا، لہٰذا اس کا یہ عمل حرام ہے۔ [64]

ثالثاً: ضرر اور ضرار سے ممانعت [65]

ضرر و ضرار یعنی نقصان پہنچانے میں پہل کرنا یا نقصان کے بدلے نقصان پہنچانا شریعت میں یہ دونوں ممنوع ہیں جس کا ثبوت شریعت کے کُلی قوائد اور جزئی واقعات ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یعنی ماں کو اپنے بچے کی وجہ سے ضرر نہیں پہنچایا جائے گا"۔ [66]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور انہیں ان پر عرصہ حیات تنگ کر کے نقصان مت پہنچاؤ"۔ [67]

اور اللہ رب العزت کا یہ ارشاد:

"انہیں نقصان پہنچانے اور ان پر زیادتی کرنے کی غرض سے انہیں روک کر نہ رکھو"۔ [68]

اور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد: لاضرر و لاضرار [69] (نہ کسی کو نقصان پہنچانے میں پہل کرو اور نہ ہی نقصان کے بدلے نقصان پہنچاؤ)۔

فقہائے کرام نے ان نصوص سے ایک انتہائی اہم قاعدہ مستنبط فرمایا ہے اور وہ قاعدہ "الضرر یزال" [70] یعنی نقصان اور ضرر کا ازالہ کیا جائے گا۔ آبی ماحولیاتی سے تحفظ کے باب میں یہ قاعدہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ نے جو چیز بھی تخلیق فرمائی ہے اس میں نفع و نقصان دونوں پہلو موجود ہیں، یعنی جس طرح وہ منافع اور فوائد کی حامل ہے اسی طرح ان میں کچھ ضرار اور نقصان کے پہلو بھی پنہاں ہیں۔ اور جہاں تک نفع یا نقصان کے وقوع پذیر ہونے کا تعلق ہے تو وہ جگہ اور زمانے کے مخصوص حالات و واقعات پر موقوف ہے۔ [71]

چنانچہ جو صنعتیں اور کارخانے اپنا آلودہ اور گلا سڑا مواد آبی گزرگاہوں میں پھینک کر آبی آلودگی کا باعث بنتے ہیں وہ دوسری طرح لوگوں کے لیے بعض نفع بخش چیزیں بھی تیار کرتے ہیں اور ان کے ذریعے انسانوں کی ضروریات و حاجات اور آسائش کا سامان مہیا کیا جاتا ہے لیکن ان چیزوں کو آبی گزرگاہوں میں پھینکنا بسا اوقات انسانی زندگی اور انسان کی مملوکہ چیزوں کو انتہائی زیادہ نقصان پہنچانے کا باعث بن جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ ترجیح کا متقاضی ہے۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں: تعارض اور ٹکراؤ کی صورت میں اعتبار راجح کا ہوتا ہے، اس کی طرف حکم کی نسبت کی جاتی ہے اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دیے جانے کے مترادف ہے۔ [72]

فقہائے کرام نے ترجیح کے عمل کے لیے دقیق قواعد وضع فرمائے ہیں، جن میں سے ایک درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح [73] (یعنی مفاسد کو دور کرنے کو مصالح کے حاصل کرنے پر ترجیح دی جائے گی)۔

تو اگر کسی جگہ کسی مصلحت اور فائدہ کے ساتھ ساتھ کوئی نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہو تو وہاں اس خرابی کو ہی دور کیا جائے گا اگرچہ اس کے نتیجے میں

مصلحت اور فائدے سے ہاتھ دھونے پڑیں۔

مزید یہ کہ معاملہ تلاش وجستجو اور موازنے کا متقاضی ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ جس ضرر کو متوقع نفع پر فوقیت دی جا رہی ہے وہ حقیقی اور واقع ہو۔[74]

اور ترجیح کے عمل کو منضبط کرنے کے لیے فقہانے جو قواعد وضع کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جب دو خرابیاں باہم متعارض ہو جائیں تو ان میں سے ہلکے درجے والی خرابی کو برداشت کر کے بڑی خرابی کو دور کیا جائے گا۔[75]

۲۔ سخت اور سنگین ضرر کو ہلکے اور خفیف ضرر کے ذریعے دور کیا جائے گا۔[76]

۳۔ دو شروں میں سے قدرے آسان اور ہلکے شر کو اختیار کیا جائے گا۔[77]

یہ قواعد اگرچہ الفاظ اور صیغوں کے لحاظ سے باہم مختلف و متباین ہیں لیکن معانی اور اہداف میں متحد و متفق ہیں۔ بلاشبہ شریعت ہی وہ ترازو ہے جس کے ذریعے مفاسد و مصالح کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایسی صورت حال سے دوچار ہو جائے جہاں اسے دو میں سے کوئی ایک کام ضرور کرنا ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان میں سے وہ کام اختیار کرے جس میں ضرر اور نقصان نسبتاً کم ہو، کیونکہ ممنوع چیز کا ارتکاب صرف ضرورت کے وقت ہی جائز ہے اور اضافی مفسدہ کو اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔[78]

اور اس بات کا اندازہ اور فیصلہ کرنے کے لیے کہ کون سا ضرر زیادہ سنگین اور سخت ہے، کچھ قواعد وضع کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ عمومی اور اجتماع نقصان کو دور کرنے کے خاص اور انفرادی نقصان کو برداشت کیا جائے گا۔[79]

اور یہ قاعدہ انتہائی اہم ہے، اس کا اطلاق ان مسائل پر ہوتا ہے جو دو قسم کے نقصانات میں گھرے ہوئے ہیں، ایک خاص اور انفرادی نوعیت کا نقصان ہے جبکہ دوسرا عوامی اور اجتماعی نوعیت کا ہے۔ بنابریں فقہانے فتوی دیا ہے کہ اگر عمارتیں گرنے کے قریب ہوں تو ان کے مالکوں کو معاوضہ دے کر انہیں گرادیا جائے گا تاکہ وہ کہیں راستہ چلتے لوگوں پر نہ گر جائیں۔[80]

ماحولیاتی آلوگی سے تحفظ کے باب میں اس قاعدے کی بہت سی اہم تطبیقات اور عملی مثالیں ہیں، ان میں مثال کے طور پر آبی آلودگی کا باعث بننے والی کسی بھی اقتصادی سرگرمی کو روکنے کا حکم دینا، چنانچہ خاص ضرر (اس انفرادی اقتصادی سرگرمی کو روکنا) کو اجتماعی ضرر (آلودگی) کو دور کرنے کے لیے برداشت کیا جائے گا۔[81]

مزید برآں معاملہ اتنا بھی سرسری اور معمولی نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ اقتصادی سرگرمی ضروری ہو اس طور پر کہ وہ ایسی چیزوں کو تیار کرتی ہو جن سے کوئی بھی مستغنی نہیں ہے جبکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے جنم لینے والی آلودگی معمولی نوعیت کی ہو، یا ماحول اسے برداشت کر سکتا ہو۔ ایسی صورت میں مسئلہ اگرچہ دو نقصانوں کے موجود ہونے اور ان میں سے ہلکے اور کم نقصان کو اختیار کرنے کا ہے، مگر بالآخر مسئلہ یہ نفع اور ضرر یا مفسدے اور مصلحت کے درمیان مقابلے اور بنیادی قاعدے یعنی "فساد کو دور کرنا مصالح کو حاصل کرنے پر مقدم رکھا جاتا ہے" کے اطلاق کا ہے، لیکن یہ قاعدہ اپنے اطلاق کے ساتھ جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ مصلحت کو مفسدے پر یا مفسدے کو مصلحت پر ترجیح اور فوقیت دینے کے لیے ضوابط اور پیمانوں کا ہونا ناگزیر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی ضرر حقیقی جبکہ نفع احتمالی ہو اور ایسی صورت میں قاعدہ "درء المفسدة أولى من جلب المصلحة" (یعنی فساد کو دور کرنا مصلحت حاصل کرنے سے بہتر ہے۔

اور کبھی کسی کام اور منصوبے میں اجتماعی مصلحت ہوتی ہے لیکن اس پر مرتب ہونے والے ضرر کی تلافی کرنا بھی ممکن ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں حاکم وقت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس منصوبے والے شخص کو اس بات پر پابند کرے کہ وہ متاثرین کو معاوضہ وغیرہ ادا کر کے ان کے نقصان کا ازالہ کرے اور یہ درحقیقت قاعدہ الضرر يزال (یعنی نقصان کا ازالہ کیا جائے گا) اور دوسرے قاعدے الضرر يرفع بقدر الامكان

(یعنی حتی الامکان نقصان کی تلافی کی جائے گی) کی عملی صورت ہے۔[82]

یہاں ان مصالح شرعیہ (یعنی وہ مصالح جن کا شریعت نے اعتبار کیا ہے) کی درجہ بندی کی طرف اشارہ کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جو ایک مصلحت پر اور ایک خرابی کو دوسری خرابی پر ترجیح دینے کے سلسلے میں بنیادی ضوابط کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ ان وجہ سے کہ مصالح شرعیۃ میں سے کچھ ضروری ہیں جن کا وجود دنیا وآخرت کے مصلحتوں کو قائم رکھنے کے لیے از بس ضروری ہے اور یہ حفظِ دین، حفظِ نفس، حفظِ نسل، حفظِ مال اور حفظِ عقل ہیں اور ان میں سے کچھ آسانی کے لیے ہیں جو انسانی زندگی سے حرج اور مشقت کو دور کرتی ہیں، اور ان میں سے کچھ تحسینی (زندگی کو پر تیش بنانے کے لیے) ہیں جو اختیار کرنے کے لائق ہیں اور تحسین وتزئین کے درجہ میں آتی ہیں۔[83]

اور ایک خرابی کو دوسری پر ترجیح دینے کی صورتوں میں سے ایک صورت آبادی والے ساحلوں کے قریب سمندروں کا تیل سے آلودہ ہونا ہے، پس پھیلے ہوئے تیل سے روایتی طریقے (یعنی تیل جلا کر) سے چھٹکارا حاصل کرنا اس کے رہائشی علاقوں تک پہنچ جانے کا باعث بن سکتا ہے جس سے لوگوں کی جانوں کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرورت اس امر کی ہوگی کہ تیل کو کیمیائی سالوینٹس/محللات کے ذریعے پگھلا یا اور زائل کیا جائے مگر یہ طریقہ بھی زہریلے کیمیائی مواد کی وجہ سے آبی آلودگی کا باعث بنے گا جس کے نتیجے میں آگ کی نذر کرنے سے ہلکا اور کم درجے کا ہے۔[84]

الضرر يزال یعنی ضرر کا ازالہ کیا جائے گا کے ذیلی قواعد میں سے ایک الضرر لا يزال مثله أو أشد منه [85](یعنی کسی ضرر اور نقصان اس جیسے یا اس سے زیادہ سخت محنت کے ذریعے ختم نہیں کیا جائے گا) بھی ہے۔

اس قاعدے کے ی تطبیقات میں سے ایک سمندری پانی میں رِستے والے تیل سے کیمیائی مواد کے ذریعے پگھل کر چھٹکارا حاصل کرنا باوجود اس کے کہ تیل سے کیمیائی مواد کے ذریعے پگھلا کر چھٹکارا حاصل کرنا باوجود اس کے کہ تیل کا مقام رہائشی ساحلوں سے قریب نہ ہو، مطلب یہ کہ ساحلی علاقوں تک آگ کے پھیل جانے کے خوف اور اندیشے کے بغیر تیل کو جلانا ممکن تھا۔

آلودہ پانی کی تحلیل وتطہیر کا شرعی جائزہ

زراعت میں سب سے پہلے گندے پانی کا استعمال آسٹریلیا، فرانس، جرمنی نے کیا۔ انیسویں صدی میں برطانیہ اور امریکہ نے بھی اس کا استعمال شروع کیا۔ اکثر ملکوں میں آلودہ پانی کی تطہیر کر کے اس کا دوبارہ استعمال نمایاں طور پر وسیع ہو گیا ہے جن میں اسرائیل، اردن، پیرو اور سعودی عرب بھی شامل ہے جہاں خاص طور پر کھیتوں کی آبپاشی کے لئے یہ پانی دوبارہ استعمال کرنا حکومتی پالیسی ہے۔ چونکہ بڑھتی ہوئی آبادی اور تیز ترین صنعتی ترقی کی بدولت پانی کے وسائل کا مطالبہ بڑھتا جا رہا ہے۔ پانی کے ذخائر زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لئے فضلہ پانی کا دوبارہ استعمال ایک جاذب نقطہ نظر بن چکا ہے۔[86]

آلودہ پانی کی تحلیل وتطہیر

انسانی صحت اور قدرتی ماحول کو کسی نقصان سے بچانے کے لئے گھریلو اور صنعتی استعمال شدہ پانی کا محفوظ بندوبست کرنے کی غرض سے عام طور پر گندے پانی کی تحلیل وتطہیر کی جاتی ہے اور اس کے مندرجہ ذیل مراحل ہیں:

1. ابتدائی تحلیل
2. بنیادی تحلیل
3. ثانوی تحلیل
4. ثالثی تحلیل

5. فضلہ پانی کی جراثیم کشی

1۔ابتدائی تحلیل:

سیورج کی ابتدائی تحلیل اس بڑے ٹھوس مواد کو الگ کرتی ہے جو نالیوں کے ذریعے اس تک پہنچا ہوتا ہے اور جو پلانٹ میں بہاؤ کے دوران رکاوٹ پیدا کرسکتی ہے یا مشینی سامان خراب کرسکتی ہے۔ یہ مواد لکڑی، نجاستی و فضلاتی اشیاء اور بجری کے بڑے ذرات کی طرح تیرتی ہوئی اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے۔10 سے 60 ملی میٹر کے فاصلے پر بنی ہوئی سلاخوں سے سیورج گزار کر الگ کیا جاتا ہے۔ رہ جانے والا مواد باقاعدہ وقفوں سے سلاخوں سے کریدا جاتا ہے۔[87]

2۔بنیادی تحلیل:

سخت اور باریک ٹھوس اجزاء کو طبعی و کیمیائی عمل کے بعد تہہ اندوزی، کیمیاوی انجماد اور تبخیر کے مراحل سے گزار کر الگ کیا جاتا ہے۔[88]

3۔ثانوی تحلیل:

یہ منجمد اور حل شدہ نامیاتی اجزاء کے ہٹانے کا عمل ہے اور حیاتی توڑ پھوڑ اور حیاتی جاذبیت کے اصولوں پر چلنے والا ایک خالص حیاتیاتی طریقہ ہے۔[89]

4۔ثالثی تحلیل:

فضلہ پانی میں پائے جانے والے ان خاص اجزاء کی تحلیل کے لئے جو کہ ثانوی تحلیل سے محو نہیں کیئے جا سکتے۔ یہ عمل بروئے کار لایا جاتا ہے۔ نائیٹروجن، فاسفورس، فاضل معطل ٹھوس اشیاء، دیگر نامیاتی اجزاء، بھاری دھاتیں اور حل شدہ ٹھوس اشیاء کی برطرفی کے لئے انفرادی مراحل سے گزرنا ضروری ہے۔[90]

5۔فضلہ پانی کی جراثیم کشی:

بنیادی، ثانوی یہاں تک کہ ثالثی تحلیل کے عوامل سے درپیش فضلہ کی سوفیصد تحلیل کی توقع نہیں کی جاسکتی اور نتیجتاً پانی میں بہت سے زہریلے عناصر رہ جاتے ہیں۔ پانی سے پھیلنے والی بیماریوں سے بچنے کے لئے اور عوام کی صحت کے مسائل کو کم کرنے کے لئے پانی میں موجود خطرناک جراثیم کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے کلورین اور اوزون جیسے کیمیکل پانی میں ملائے جاتے ہیں۔[91]

ان تمام مراحل سے پانی کو گزار کر اکثر ممالک میں ایسا پانی زراعت، صنعت اور فارم ہاؤس، گھریلو استعمال جیسے باغبانی وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے اور بہت کم علاقوں میں پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

آلودہ پانی کی تحلیل و تطہیر کا شرعی جائزہ

صنعتی و زراعتی ترقی، بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے پانی کا استعمال دن بدن زیادہ ہوتا جارہا ہے چونکہ اس زمین پر میٹھے پانی کی مقدار کم ہے اس لیئے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ استعمال شدہ پانی کو دوبارہ استعمال کے قابل بنایا جائے۔ اکثر ملکوں میں استعمال شدہ پانی کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے جس میں باریک اور سخت ٹھوس اجزاء، منجمد اور حل شدہ نامیاتی اجزاء کو طبعی، حیاتیاتی و کیمیائی طریقے سے ہٹایا جاتا ہے۔ ان مراحل کے باوجود اگر پانی میں کچھ زہریلے عناصر رہ جائیں تو ان میں کلورین اور اوزون گیس ملا کر ان جراثیم کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان تمام مراحل سے پانی کو گزار کر اکثر ممالک میں ایسا پانی زراعت، صنعت اور فارم ہاؤس، گھریلو استعمال جیسے باغبانی وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے اور بہت کم علاقوں میں پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

جو پانی دوبارہ تحلیل و تطہیر کیا جاتا ہے ان کے مراحل مندرجہ ذیل ہیں:

1. گٹر کا پانی
2. صنعتوں سے آنے والا پانی
3. بعض ممالک میں بارش کا پانی ٹینکوں میں جمع کیا جاتا ہے۔
4. برتن دھونے اور کپڑے دھونے کے ذرائع سے آنے والا پانی۔

اب شریعت کی رو سے یہ دیکھا جائے گا کہ ایسا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں، یا کن مقاصد کے لیئے استعمال ہو سکتا ہے اور یہ پانی پاک پانی میں شمار ہو گا یا نجس پانی میں شمار ہو گا۔

پانی کی اقسام

فقہاء کرام نے پانی کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں اور ان کے احکامات کا ذکر کیا ہے:

ماء مطلق:

اس سے مراد بارش کا پانی، کنوئیں کا پانی وغیرہ ہے۔

حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ پانی بذات خود بھی پاک ہے دوسری اشیاء کو بھی پاک کرنے والا ہے اس پانی کو پینا، وضو کرنا، غسل کرنا، ناپاک کپڑوں اور برتنوں کو دھونا جائز ہے۔[92]

ماء مستعمل:

اس سے مراد وہ پانی ہے جو غسل، وضو یا کسی پاک چیز کی دھلائی کے لیئے استعمال ہوا ہو۔

حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ پانی خود تو پاک ہے لیکن دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا ہے۔ اس پانی کو وضو اور غسل کے لئے نہیں استعمال کیا جا سکتا ہے البتہ زراعت و باغبانی وغیرہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔[93]

ماء نجس:

نجس کے لغوی معنی ہیں "وہ چیز جو کلیتہ نجس ہو جس کا کھانا، پینا، چھونا، لگانا ممنوع اور ناجائز ہے"۔[94] یعنی وہ اشیاء جو ذات کے لحاظ سے نجس ہوں اور طہارت دینے کے عمل سے پاک نہ ہوں [95] اور یہ وہ پانی ہے جس میں ناپاک چیز ملی ہو۔ جیسے خون، پیشاب وغیرہ۔

حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ پانی نہ تو خود پاک ہے اور نہ ہی دوسری چیز کو پاک کر سکتا ہے۔ اس پانی کو وضو اور غسل کے لئے نہیں استعمال کیا جا سکتا ہے البتہ زراعت و باغبانی وغیرہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔[96]

پانی اور استحالہ:

پانی کے ساتھ نجاست مل جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے پھر اس کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے اور اس پانی سے گندے اور بدبو دار اجزاء نکال دیئے جاتے ہیں اب اس پانی کے بارے میں یہ جاننا ضروری ہے کی اس عمل سے پانی پاک ہو جاتا ہے یا نہیں اور جو تبدیلی آرہی ہے وہ کس قسم کی ہے—اس تبدیلی کو اصطلاح میں "استحالہ" کہتے ہیں۔

فقہی اصطلاح میں اصل حقیقت کو اس طرح دوسرے معنی میں منتقل کرنا کہ اس کے بعض یا تمام معانی کے مفہوم کی نفی کی جائے۔[97] یا ایک چیز کی فطری اور خصوصی ماہیت کو تبدیل کرنا۔[98]

ڈاکٹر نزیہ حماد اپنی تصنیف میں بحوالہ ڈاکٹر محمد الھواری کے "استحالہ" سے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ سائنسی اصطلاح میں ہر اس کیمیائی عمل کو کہا جاتا ہے جو ایک مادہ کو دوسرے مادہ میں اس طرح تبدیل کرنے کا نام ہے کہ گویا وہ ایک اصل چیز ایک دوسری اصل و منتقل چیز میں تبدیل ہو جاتی ہے جیسے تیل اور چربیوں کا اپنے اصل مصادر کے اختلاف کے باوجود صابون میں تبدیل ہو جانا[99]۔

فقہی احکامات

پانی اور استحالہ کے حوالے سے 1398ھ میں سعودی عرب کے شہر طائف میں سینئر علماء کونسل کے 13 ویں اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

> "پانی کو آلودگیوں سے پاک وصاف کرنے پر بہت سے وسائل خرچ کئے جاتے ہیں جس سے اس بات کی تصدیق وتائید اس میدان میں تخصص رکھنے والے ماہرین نے کی اور یہ وہ ماہرین ہیں جن کے عمل، تجربہ اور مہارت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ اس لئے اس بورڈ کا اس پانی کے بارے میں خیال ہے کہ جب تک وہ تمام آلائشوں سے مکمل طور پر اس طرح پاک وصاف ہو جائے کہ وہ اپنی اصلی حالت میں آجائے اس طرح کہ نجاست کی وجہ سے اس کے ذائقہ، رنگ اور بو وغیرہ میں فرق نہ پڑا ہو تو اس کا وضو کے لیے استعمال کرنا جائز ہے اور اس کے ذریعے سے طہارت حاصل کی جاسکتی ہے نیز اس کا پینا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کے پینے سے اس میں موجود ضرر رساں اشیاء سے صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑتا ہو اور اس کا استعمال اس لیئے ممنوع ہے تاکہ جان کی حفاظت کی جائے اور ضرر کو دفع کیا جائے نہ کہ نجاست کی وجہ سے۔[100]"

پانی کے اس فلٹر والے عمل کے بارے میں مفتی جمیل احمد نذیری اپنے مقالہ "انقلاب ماہیت اور اس کے احکام" میں لکھتے ہیں:

> "فلٹر کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کے نتیجہ میں خصوصیات تو بدل جاتی ہیں لیکن اس چیز کی حقیقت وماہیت نہیں بدلتی، اس کو تحلیل تو کہا جاسکتا ہے لیکن تطہیر نہیں کہا جاسکتا۔ تجزیاتی عمل سے ناپاک اجزاء تو نکال دیئے جاتے ہیں لیکن جو اثر پانی میں مل جاتا ہے وہ پانی کو ناپاک کر دیتا ہے اور اس کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ اسے ماء کثیر میں ملا دیا جائے"۔[101]

چونکہ پانی تجزیہ کرنے سے اور فلٹر سے غالبا پانی کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلتی بلکہ صرف اس سائنٹفک طریقہ سے پانی سے گندے اور بدبودار اجزاء کو نکال کر صاف کر دیا جاتا ہے جس سے پانی تو صاف ہو جاتا ہے لیکن پاک نہیں ہوتا اور شریعت میں صاف ہونا جدا چیز ہے اور پاک ہونا جدا چیز ہے مثلاً ایک ناپاک کپڑے کو اگر ایک مرتبہ دھو لیا جائے تو اس سے وہ صاف تو ہو جائے گا لیکن پاک نہیں ہوگا اس وجہ سے ماء نجس اور گٹر اور صنعتوں کا وہ پانی جس میں نجس اجزاء ملے ہوں اس تحلیل وتجزیے کے بعد صاف تو ہو جائے گا لیکن پاک نہ ہوگا۔ چنانچہ اس کو پینے کے لیے استعمال کرنا، اس سے وضو اور غسل کرنا یا برتن دھونا وغیرہ جائز نہ ہوگا۔ البتہ اس کو زراعت اور باغبانی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس استعمال کے لئے پانی کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔[102]

2. بارش کا پانی فلٹر اور بغیر فلٹر کئے ہر قسم کے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔[103]

3. نجس پانی کے علاوہ جو دوسرے ذرائع سے آنے والا پانی ہے وہ پانی تو پاک ہو جائے گا لیکن دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے اس تحلیل وتطہیر کے بعد اس کو پینے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے البتہ غسل اور وضو کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے

لئے پانی کی مُطہِّر ہونا شرط ہے۔[104] اس کی دلیل مندرجہ ذیل ہے:

"اور مستعمل پانی وہ ہوتا ہے جس سے کوئی حدث دور کیا گیا ہو یا وہ بطور تقرب کے بدن میں استعمال کیا گیا ہو اور پانی مستعمل ہو جاتا ہے جوں ہی وہ عضو سے جدا ہو جائے[105] اور ہر وہ پانی جس میں نجاست گر جائے تو اس پانی کے ساتھ وضو جائز نہیں ہے خواہ نجاست تھوڑی ہو یا زیادہ [106] علمائے کرام نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کی اگر نجس چیز کی ماہیت و حقیقت بدل دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے جیسے اگر کوئی جانور نمک کی کان میں مر کر نمک ہو جائے تو اس نمک کا استعمال جائز ہے۔اس صورت میں مردہ جانور کی حقیقت اور ماہیت بدل گئی یا شراب سے سرکہ بنالیا جائے تو اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ سرکہ بننے سے شر ان کی حقیقت بدل گئی"[107]

خلاصہ بحث

نجس پانی کو چونکہ مختلف طریقوں سے پاک کیا جاتا ہے اس لیئے تحلیل و تطہیر کے بعد یہ پانی طہارت کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں اس کے بارے میں دو آراء ہیں:

طائف میں ہونے والے کبار علماء کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگر نجس پانی تطہیر کے اس عمل سے گزارا جائے تو وہ پانی پاک ہو جاتا ہے اور اس کو وضو اور غسل کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے علماء کی رائے کے مطابق تطہیر والے اس عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہا جا سکتا اس لئے اس پانی سے طہارت حاصل نہیں کی جاسکتی۔

صنعتی ضوابط کو بہتر بنائیں: صنعتی اخراج کے لیے سخت ضوابط اور نگرانی کے نظام کو نافذ کریں تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ آلودگی والے عناصر کو آبی ذخائر میں چھوڑنے سے پہلے علاج کیا جائے۔ صنعتوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ صاف ستھری پروڈکشن ٹیکنالوجیز اور فضلہ کو کم سے کم کرنے کے طریقوں کو اپنائیں۔

اس حوالے سے درج ذیل سفارشات کارگر ثابت ہوسکتی ہیں:

- پائیدار زرعی طریقوں کو متعارف کروایا جائے۔ پانی کے معیار پر کیمیائی کھادوں اور کیڑے مار ادویات کے اثرات کے بارے میں کسانوں کو آگاہ کیا جائے۔
- ویسٹ مینجمنٹ کا جامع نظام تیار کیا جائے۔جو گھریلو اور صنعتی فضلہ کو مناسب طریقے سے ٹھکانے لگانے کو یقینی بنائیں۔آبی ذخائر تک پہنچنے والے فضلہ کی مقدار کو کم سے کم کرنے کے لیے ری سائیکلنگ اور فضلہ کو الگ کرنے کی حوصلہ افزائی کریں۔
- صفائی اور وسائل کے تحفظ کے شرعی اصولوں کو قومی اور کمیونٹی کی سطح پر واٹر مینجمنٹ کی پالیسیوں میں شامل کیا جائے۔ مسلم کمیونٹیز میں اس سے متعلق حوصلہ افزائی کے لیے ان شرعی اصولوں کے بارے میں آگاہی کو فروغ دیا جائے۔
- پانی کے ضیاع کو کم کرنے کے لیے اور کمیونٹیز کو صاف پانی کی رسائی میں خود مختار بنانے کے یے مقامی طور پر دستیاب، ماحول دوست طریقے استعمال کیے جائیں۔ مثال کے طور پر، قدرتی فلٹریشن سسٹم جیسے ریت کے فلٹر اور تعمیر شدہ گیلی زمینوں کے استعمال کو فروغ دیں۔اس سلسلے میں شرعی تعلیمات کو مد نظر رکھا جائے۔

- پانی کے تحفظ کی اہمیت اور آلودگی سے بچاؤ کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے لیے تعلیمی مہمات شروع کی جائیں۔ پانی سے متعلق اہم معلومات کو مؤثر طریقے سے پھیلانے کے لیے تعلیمی اداروں، کمیونٹی سینٹرز اور مذہبی اداروں میں لیکچرز منعقد کیے جائیں۔
- پانی کو قدرتی طور پر صاف(Purify) کرنے کے طریقوں پر تحقیق کی حوصلہ افزائی کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ پودوں، اور قدرتی مواد وغیرہ کے استعمال کے طریقوں کو دریافت کیا جائے جو آلودگیوں کی تحلیل اور صفائی کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔
- شریعت سے مطابقت رکھنے والے ماحولیاتی پروگراموں کو نافذ کیا جائے۔ پانی کے تحفظ اور صاف کرنے پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، شرعی قوانین کے مطابق ماحولیاتی پروگرام تیار کریں اور ان پر عمل کریں۔ ان پروگراموں کو کمیونٹی کے اخلاقی اور مذہبی محرکات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تخلیق دیا جا سکتا ہے۔
- آلودگی پر قابو پانے کے اقدامات اور پانی کی تحلیل و تطہیر کے طریقوں کی تاثیر کا جائزہ لینے کے لیے باقاعدہ نگرانی اور تشخیص کے پروگرام اور ادارے قائم کیے جائیں۔ بروقت فیصلے کرنے، پانی کے ضیاع وآلودگی کو روکنے اور واٹر مینجمنٹ کو مسلسل بہتر بنانے کے لیے اس ڈیٹا کا استعمال کیا جا سکتا ہے جو ادارے مہیا کریں گے۔

سائنس دانوں، مذہبی اسکالرز، پالیسی سازوں، اور مقامی کمیونٹیز کے درمیان تعاون کو فروغ دیں تاکہ آبی آلودگی کے لیے موثر حل تیار کریں۔ مختلف شعبوں میں اس ضمن میں اشتراک کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

@ 2024 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

[1] الانبیاء: ۳۰

[2] اردو انسائیکلوپیڈیا https://mimirbook.com/ur/d57a9f45604#:~:text

[3] http://www.encyclopediabrittanica.com /pollution

[4] Goel,P.K, Water Pollution Causes Effect and Control, New Age International Publishers, India, (2006)

[5] Sharma, B. K, Water Pollution, (Shan Media, India, 2005)Page# 34

[6] ماحول اور اسلام، نیشنل ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن، پشاور، 2003، ص:41

[7] Mishra, S.N, Swarup, R," Encyclopedia of Ecology, Environment and Pollution Control" (Delhi: Mittal Publication, 1992)Page# 184

[8] نبیل شمرول, البئیہ والانسان، ص ۶۶ اور محمد عقیل کی تالیف: تلوث الماء، ص ۲۔۳

[9] Jamil, Muhammad Assayed, translated by Laheen Haddad, Study environmental issues with Quran and Sunnah, (Islamic Educational, Scientific and Cultural Organization, Rabat, 1999)Page# 66

[10] البئیہ والانسان، ص ۱۷۰۔۱۷۱

[11] Dipper, Frances, Tait, R.V, Elements of Marine Ecology, (Butterworth Heinemann, UK, 1998), Page#397

[12] Jeffery Peirce, Environmental Pollution and Control, (Butterworth Heinemann, 1998)Page# 33

[13] Agarwal, S.K, "Water Pollution"(India: APH Publishing Corporation, 2009)Page# 41-42

[14] حوالہ بالا، ص ۱۷۰۔۱۷۱

[15] Jeffery Peirce" Environmental Pollution and Control"Page# 224

[16] ماحول اور اسلام، ص:42 42

[17] نبیل شمرول اور نبیل العقیل کی تالیف تلوث الماء، ص ۵

[18] Sujhata, C.H, River and Lake Pollution, Edited by, Tsehung, Yung"Handbook of Environment and Waste Management" (Singapore: World Scientific Publication, 2012)Page# 908

[19] Ibid

[20] Dipper ,Frances ,Tait, R.V, Elements of Marine EcologyPage# 409

[21] Carson, Rachel, Silent Spring, Fawcett Publications, Greenwich Page# 100

[22] Carson, Rachel, Silent SpringPage#101

[23] کیری، جان، کیری، ٹریسا، مترجم، رامے، پروفیسر زاہد، ماحولیات اور ہماری زمین، تخلیقات، لاہور، 2008، ص:74

[24] Sayre, April Pulley, Sea Shore, (Twenty First Century Book, USA, 1996)Page#59

[25] ایضاً، ص:2222 Ibid.,

[26] القرضاوی، یوسف، رعایۃ البیئۃ فی شریعۃ الاسلام، دار الشروق، القاہرہ، 2001، ص:165

[27] Sayre, April pulley, Sea Shore,Page# 64

[28] Sharma, B.K, Water Pollution, 71

[29] Raven ,Peter H, Zahid, Hassan, Environment, (USA: John Wiley and Sons, 2012), 446

[30] Eutrophication: Causes, Consequence, Correctives, (Washington, National Academy of Science, 1969), 4

[31] Agarwal,S.K , Water Pollution, 267

[32] Tyerly, T.C, Nitrogen Compound Used in Crop Productive, edited by Singer, S.F, Global Effect of Environmental Pollution, (Netherlands: Klouwer Academic Publishers, 1970), 104

[33] Carson Racheal, Silent Spring, 13

[34] کیری، جان، کیری، ٹریسا، مترجم، رامے، پروفیسر زاہد، ماحولیات اور ہماری زمین، ص:49

[35] Bragg, Paul C, Bragg, Patricia, Water the Shocking truth that can Save Our Lives, (USA: Health Science), 18

[36] الاسلام وحمایۃ البیئۃ، ص ۹۲۔۹۴

[37] الملک: ۳۰

[38] الواقعۃ: ۶۸۔۷۰

[39] الاسلام وحمایۃ البیئۃ، ص ۹۴

[40] الفرقان: ۴۸

[41] قوانین الاحکام الشرعیۃ، ص ۲۲

[42] بدایۃ المجتہد ا: ۲۳

[43] الروم: ۴۱

[44] الأعراف: ۸۵

[45] صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب البول فی الماء الدائم، حدیث نمبر ۲۳۹۔ نیز دیکھیں صحیح البخاری مع فتح الباری ۱: ۳۴۶

[46] صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ، باب نہی عن البول فی الماء الداکر، حدیث نمبر ۲۸۲

[47] صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب النھی عن الغتسال فی الماء الداکر، ص ۲۸۳

[48] أبوداود: کتاب الطھارۃ ۱: ۷

[49] صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب النہی عن الاستنجا، بالیمین، ص ۱۵۳

[50] سنن أبوداود: کتاب الاجارۃ، باب فی بنع الماء ۳: ۲۷۸

[51] بدائع الصنائع ۶: ۱۹۳؛ جواہر الاکلیل ۲: ۲۰۴؛ نہایۃ المحتاج ۵: ۳۵۴؛ المغنی ۴: ۹۰۔91

[52] ابن نجیم کی الأشباہ والنظائر، ص ۱۲۳؛ سیوطی کی تالیف الأشباہ والنظائر، ص ۱۲۱

[53] الفرقان: ۶۷

[54] الأعراف: ۳۱

[55] الاسراء: ۲۷

[56] الاسراء: ۱۶

[57] القصص: ۷۷

[58] مسند امام أحمد ۲: ۲۲۱

[59] حاشیہ السنوی علی سنن ابن ماجہ ۱: ۱۶۴

[60] النسائی: کتاب الطھارۃ، باب الاعتداد فی الوضوء ۱۴۰؛ ابن ماجہ ۴۲۲، حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ ۱: ۱۶۴

[61] صاع عربی میں ایک پیمانے کو کہا جاتا ہے جس میں بغدادی رطلوں کے حساب سے پانچ رطل اور ایک تہائی رطل آتا ہے، یا اس میں چار مُد آسکتا ہے اور مُد ایک پیمانہ ہے جس میں دو رطل یا ایک پورا رطل اور ایک تہائی رطل آسکتا ہے۔ یا ایک درمیانے آدمی کی بھری ہوئی مٹی کی مقدار۔ فتح الباریا: ۳۰۵

[62] البخاری: کتاب الوضوء، باب الوضوء ۲۰۱، صحیح البخاری مع فتح الباری ۱: ۳۰۴؛ مسلم ۳۲۵

[63] أبوداود: ۹۴؛ نسائی ۱: ۸۵؛ مستدرک حاکم ۱: ۱۴۴

[64] سب السلام ۱: ۱۲۵

[65] ضرر کا مطلب ہے کسی کو کسی بھی طرح کا کوئی نقصان پہنچانا اور ضرار کہتے ہیں نقصان کے بدلے غیر مشروط طریقے سے نقصان پہنچانا۔

[66] البقرۃ: ۲۳۳

[67] الطلاق: ۶

[68] البقرۃ: ۲۳۱

[69] ابن ماجہ ۲: ۷۸۴؛ مسند احمد ۱: ۳۱۳

[70] ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص ۷۵؛ اور سیوطی کی کتاب الاشباہ والنظائر ۸۳

[71] امام شاطبیؒ، الموافقات ۲: ۲۸

[72] حوالا بالا ۲: ۲۹

[73] ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص ۹۰؛ اور سیوطی کی الاشباہ والنظائر، ص ۸۷

[74] دراستہ السلیتہ عن حمایۃ البیئۃ فی الاسلام، ص ۲۰

[75] ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص ۸۹؛ اور سیوطی کی الاشباہ والنظائر، ص ۸۷

[76] ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص ۸۸

[77] مجلۃ الأحکام العدلیۃ، آرٹیکل ۲۹

[78] القواعد الفقھیۃ للندوی، ص ۳۵۱

[79] الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ص ۸۷

[80] حوالہ بالا

[81] فقہائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ سمندری پانی اور ان میں پائے جانے والے خزانے اسی طرح چشمے ندی نالے لوگوں کے درمیان مشترک ہیں۔ جن سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچانے کی شرط کے ساتھ ہر کوئی مستفید ہو سکتا ہے۔؛ بدائع الصنائع ۶: ۱۹۳؛ جواہر الاکلیل ۲: ۲۰۴؛ نہایۃ المحتاج ۵: ۳۵۴؛ المغنی ۴: ۹۰۔۹۱

[82] مجلۃ الاَحکام العدلیۃ، ص ۳۱

[83] علامہ شاطبیؒ کی موافقات ۲: ۴۔۶

[84] الدکتور شوقی احمد، الاسلام وحمایۃ البئیہ، دار العلم للنشر والتوزیع، قاہرہ، ص ۲۴۷

[85] ابن نجیم کی الاشباہ والنظائر، ص ۸۷؛ المجلۃ آرٹیکل ۲۵؛ والاشباہ السیوطی، ص ۸۶

[86] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، ترجمہ، دراز، مولانا محمد داؤد، صحیح بخاری، مرکز جمعیت اہل حدیث ہند، 2004، باب تغطیۃ الاناء، کتاب الاشربہ، حدیث: 5623

[87] Urdu Translation by Mauwlana Muḥammad Daw'ud Daraz: 5623

[88] Health Guideline for the Use of Waste Water in Agriculture and Aquaculture, (Geneva: WHO Technical Report Series,778, 1989), 10

[89] Tebbut, T.H.Y, Principle of Water Quality Control, (UK: Butterworth-Heinemann Publications, 1998), 127

[90] Yadav,P.R, Environmental Biotechnology, (New Delhi: Discovery Publication House, 2006), 98

[91] Ibid

[92] Pescod, M.B, Waste Water Treatment and Use in Agriculture, (FAO Irrigation and Drainage, paper 47, FAO of UN, Rome, 1992), 43

[93] Abdel,Raouf, N, Al Homaidan, A.A, Ibrahim, I.B.M, Micro Algae and waste water treatment, Saudi Journal of Biological Sciences, King Sa'ud University, volume 19, issue 3(2012): 261

[94] الجزیری، عبدالرحمن، ترجمہ عباسی، منظور احسن، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ، علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف، پنجاب، 2006، ص: 33

[95] ایضاً، ص: 41

[96] فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، طبع و سن اشاعت ندارد، ص: 1352

[97] خان، تصنیف اللہ، اکبر، ڈاکٹر جنید، نجس العین کے استحالہ کے فقہی احکامات: ایک تجزیاتی مطالعہ، معارف اسلامی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، جون 2016، ص: 162

[98] الجزیری، عبدالرحمن، ترجمہ عباسی، منظور احسن، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ، علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف، پنجاب، 2006، ص: 52,53

[99] ابن عابدین، محمد امین بن عبدالعزیز، ردالمحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، 1992، باب الانجاس، 1:327

[100] احمد بن محمد بن علی، ابوالعباس، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، المکتبۃ العلمیہ، بیروت، باب ح ول، 1:157

[101] حماد، الدکتور نزیہ، المواد المحرمۃ والنجسۃ فی الغذاء والدواء، دار القلم، دمشق، 2004، ص: 16

[102] الامانۃ العامۃ لہیئۃ الکبار العلماء، المجلہ البحوث الاسلامیہ، العدد السابع عشر، دار اولی النہی، ریاض، 1406ھ، ص: 40,41

[103] نذیری، جمیل احمد، انقلاب ماہیت اور اس کے احکام، جدید فقہی مباحث، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، 176:18، 2009

[104] دار الافتاء، جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ، پشاور، صدر، تاریخ 10 ستمبر 2014، فتوی نمبر: 16944

[105] 16944, Dated: 10 September 2014

[106] Ibid

[107] Ibid